# انقلاب کی آواز: حسرت موہانی

قاسم خورشید

مصور: اتل شریواستو وردھن



# انقلاب کی آواز: حسرت موہانی

قاسم خورشید



مصور: اتل شریواستو وردھن

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

**6تا12سال کی عمر کے بچوں کے لیے**

نئی نسل کی ذہنی نشوونما اور ان کے خوابوں کو پرواز عطا کرنے کے لیے قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے تناظر میں عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ادب اطفال کی تخلیق و تشکیل کے لیے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی نے نئے اشاعتی مشن اور وژن کے تحت 18تا20 ستمبر 2024 ادب اطفال ورکشاپ کا انعقاد کیا تھا، جس میں بچوں کی نفسیات و ترجیحات کا خیال رکھتے ہوئے معتبر تخلیق کاروں کے تعاون سے دلچسپ اور معلومات افزا تخلیقی مواد تیار کیا گیا۔ یہ کتاب اسی ورکشاپ سیریز کی ایک کڑی ہے۔



ڈاکٹر شمس اقبال
ڈائرکٹر

ISBN 978-93-49533-00-4

پہلا ایڈیشن: 2025



تعداد: 1100

INQUILAB KI AWAAZ: HASRAT MOHANI
by Qausim Khursheed

قیمت:-/35 روپے

سلسلہ مطبوعات: 2181

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی-110025
فون نمبر: 49539000، فیکس: 49539099
شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک-8، آر-کے-پورم، نئی دہلی-110066 فون نمبر: 26109746
فیکس: 26108159 ای-میل: ncpulsaleunit@gmail.com
ای-میل: urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in
طابع: ہائی ٹیک گرافکس F-28/3، اوکھلا انڈسٹریل ایریا، فیز-2، نئی دہلی-110020

ہر طرف جشن کا ماحول تھا۔

لوگ جھوم رہے تھے۔ بلکہ اکثر لوگ گنگنا رہے تھے۔ یہ فطری تھا۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ جہاں دیش کے پریم کے لیے، بھائی چارے کے لیے، آزادی کے متوالوں کو یاد کرنے کے لیے گیت گائے جا رہے ہوں اور کوئی دل خاموش رہ جائے۔ اسکول ہو، کالج ہو، آفس ہو یا اور کوئی بھی جگہ ہو، ہر طرف ایک ہی جیسا سماں۔ بیچ بیچ میں انقلاب زندہ باد کے نعرے بھی سننے کو ملتے۔ کہیں کسی نغمے میں، کہیں ڈرامے یا فلم میں۔

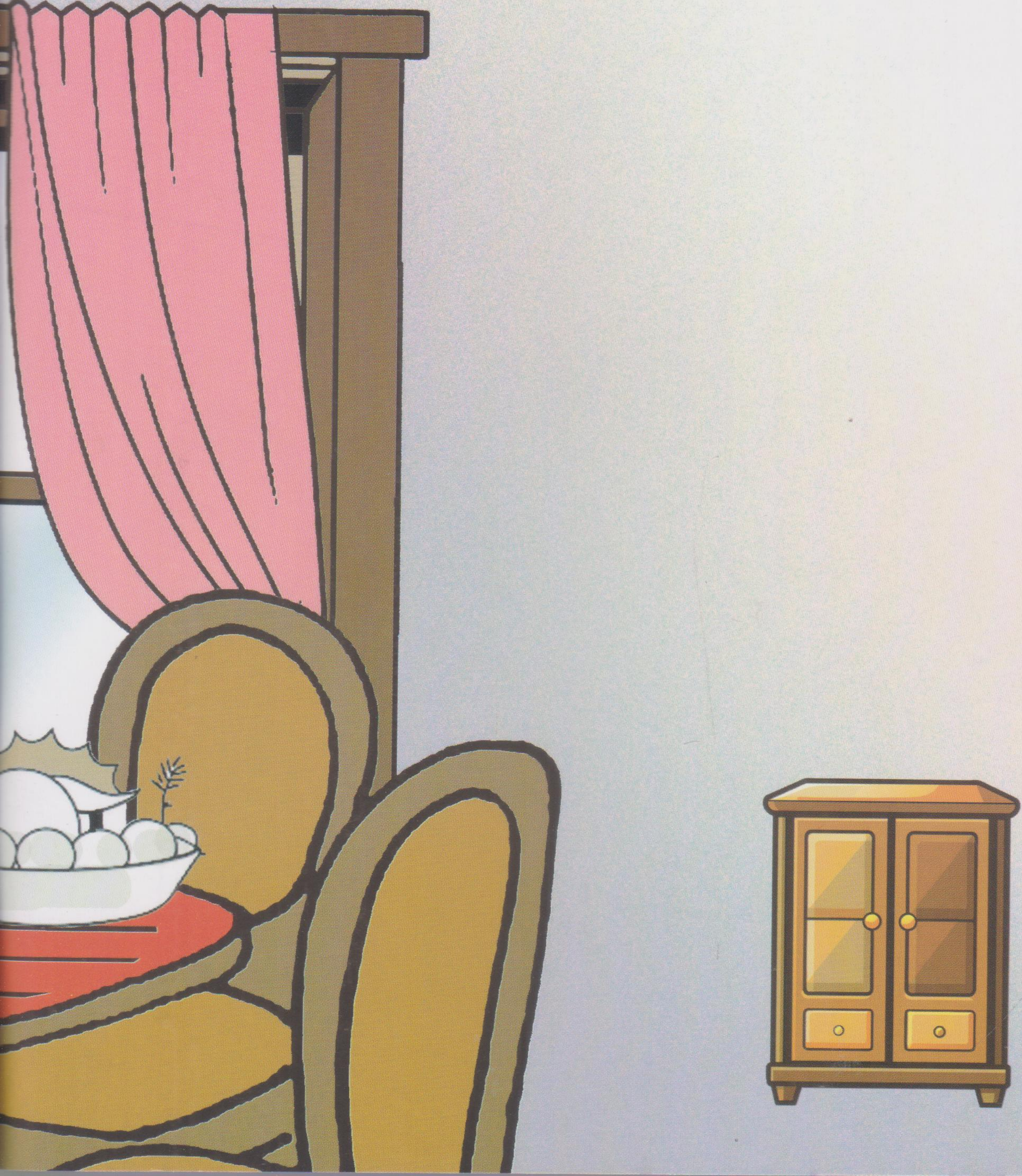


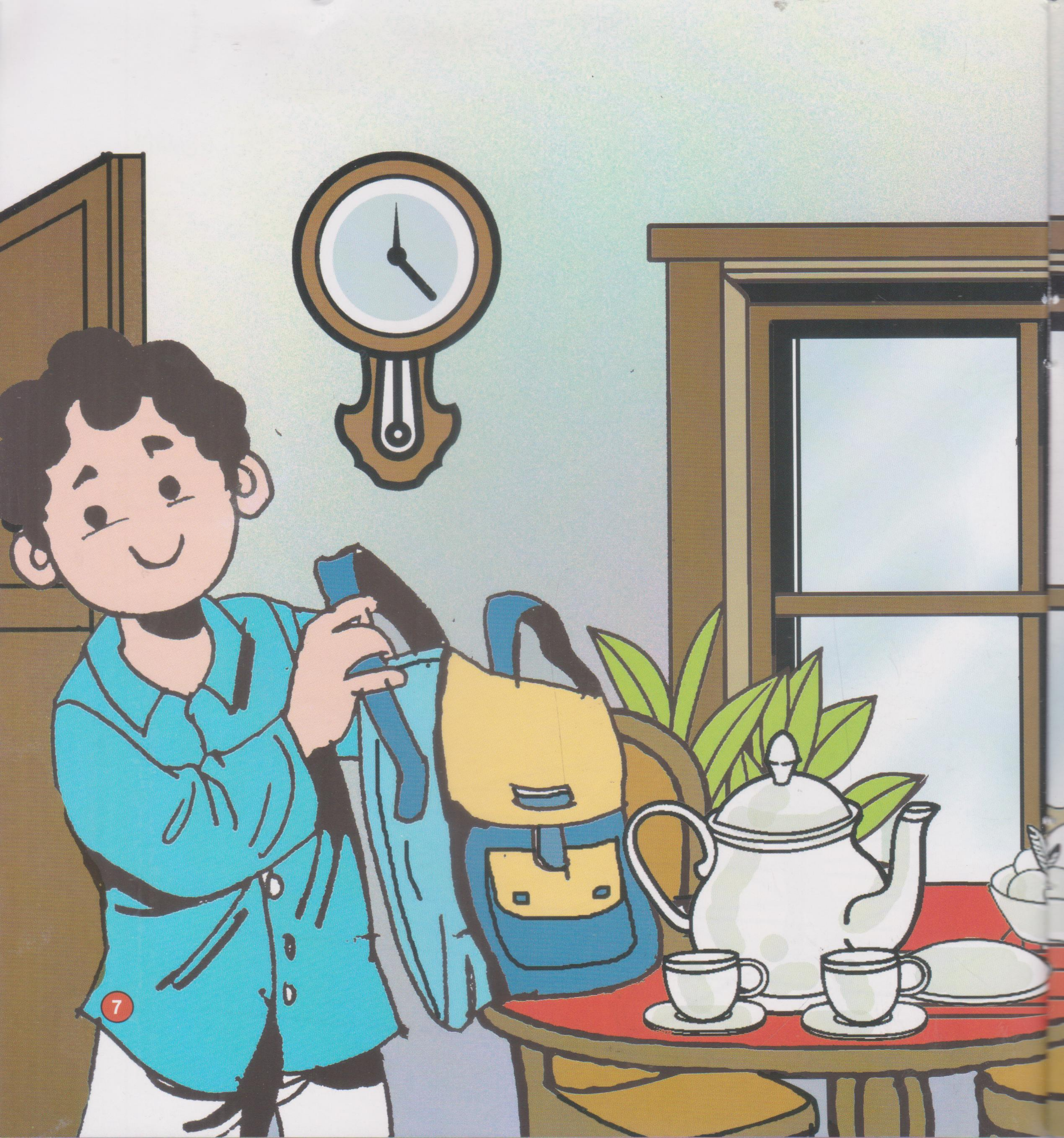
آج جب سمیرا اسکول سے لوٹا تو اماں نے پوچھ لیا۔
”کیوں دیر ہوئی بیٹا۔۔۔۔ میں پوچھ رہی ہوں دیر کیوں ہوئی۔“





”آج اسکول میں پروگرام تھا، ناٹک بھی ہوا، مجھے بھی ایک رول ملا تھا“۔

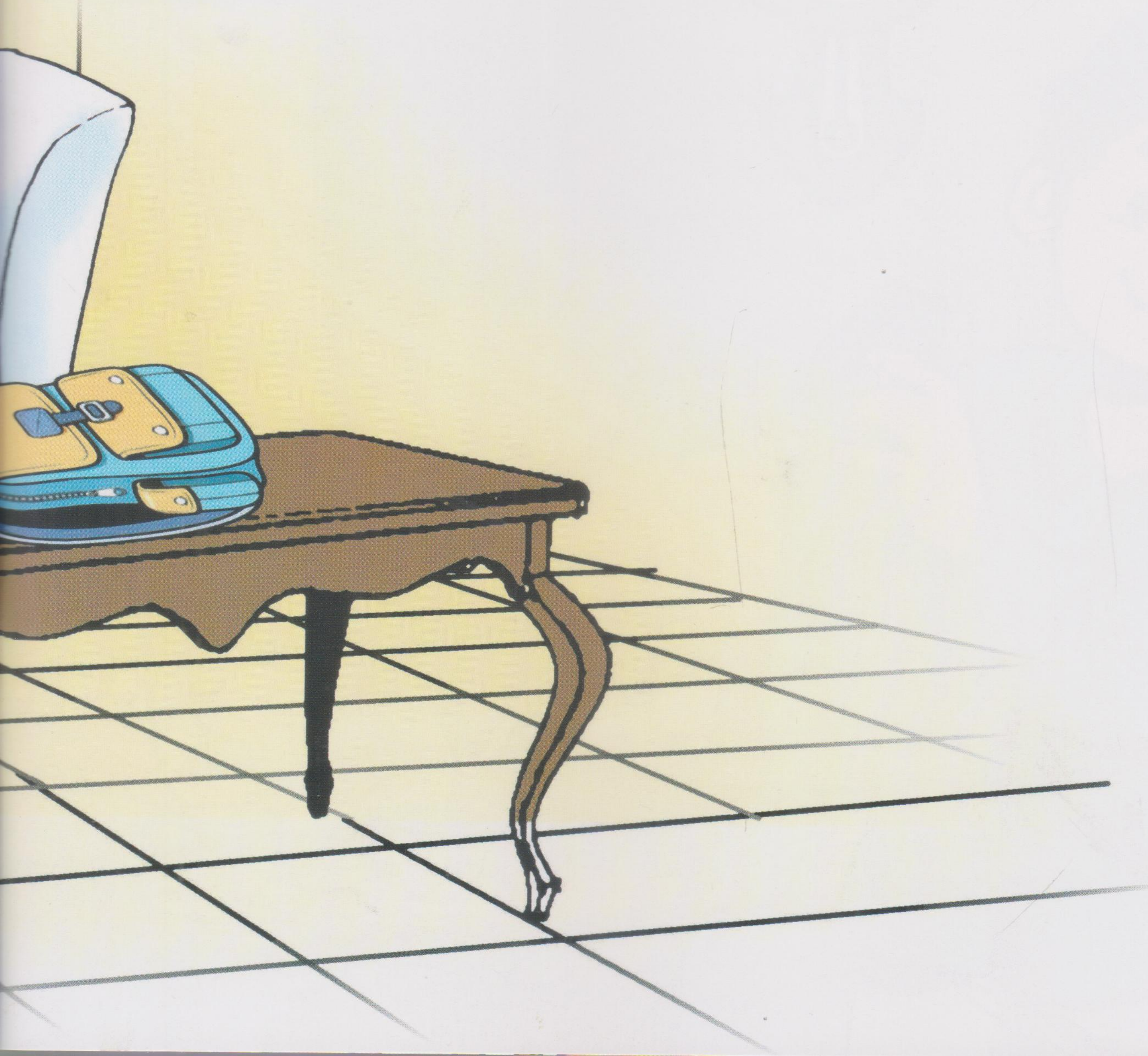




”واہ کون سا رول کیا میرے بیٹے نے اور کس طرح ڈائیلاگ ادا کیا ذرا بتاؤ“۔۔۔۔

”اب چھوڑو بھی اماں۔۔۔۔“

”نہیں، نہیں بتاؤ۔۔۔۔“

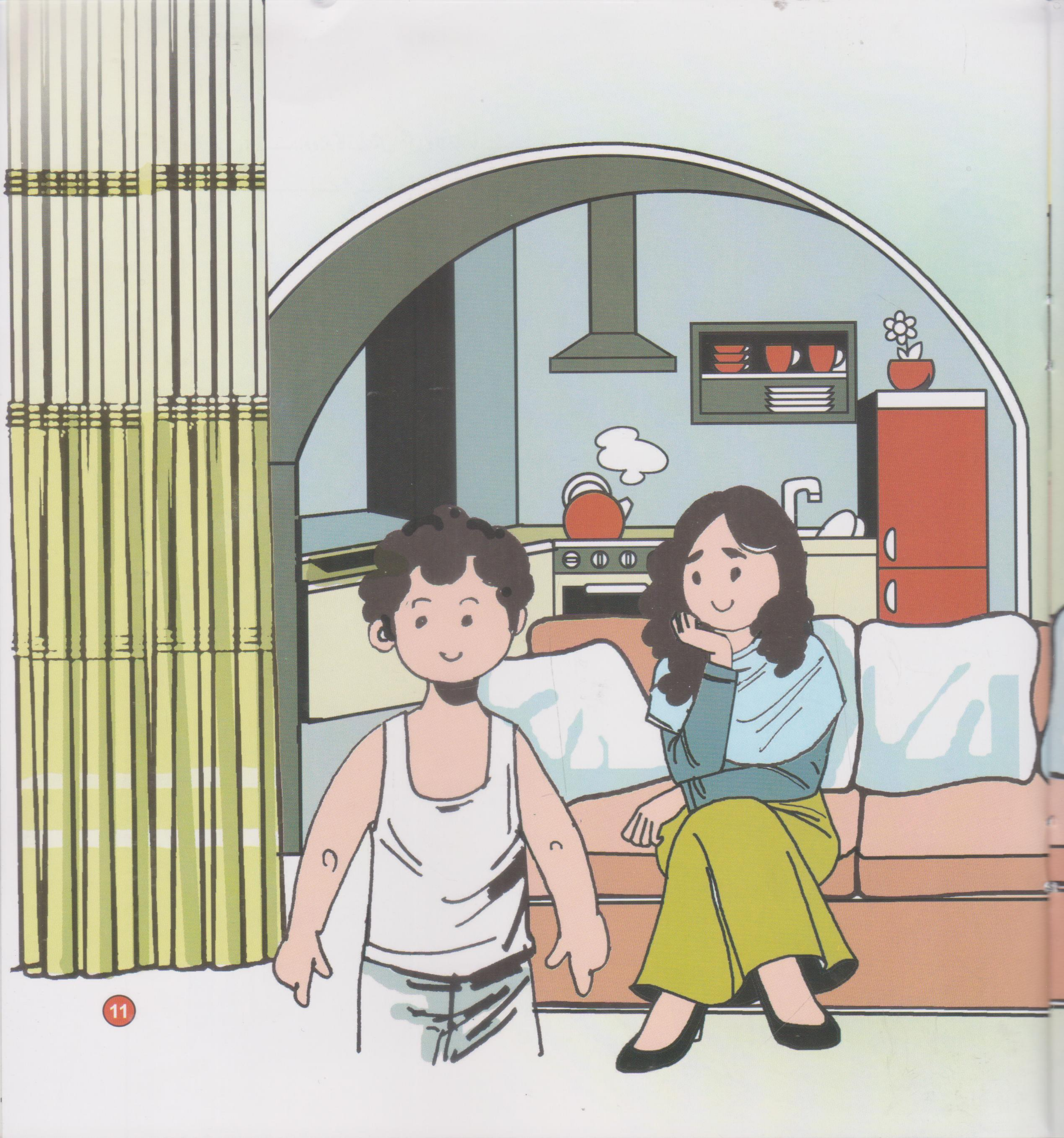



اردو کی کتاب

''کیا---بس وہی تھا بولنا---کئی بار---کئی بار----''

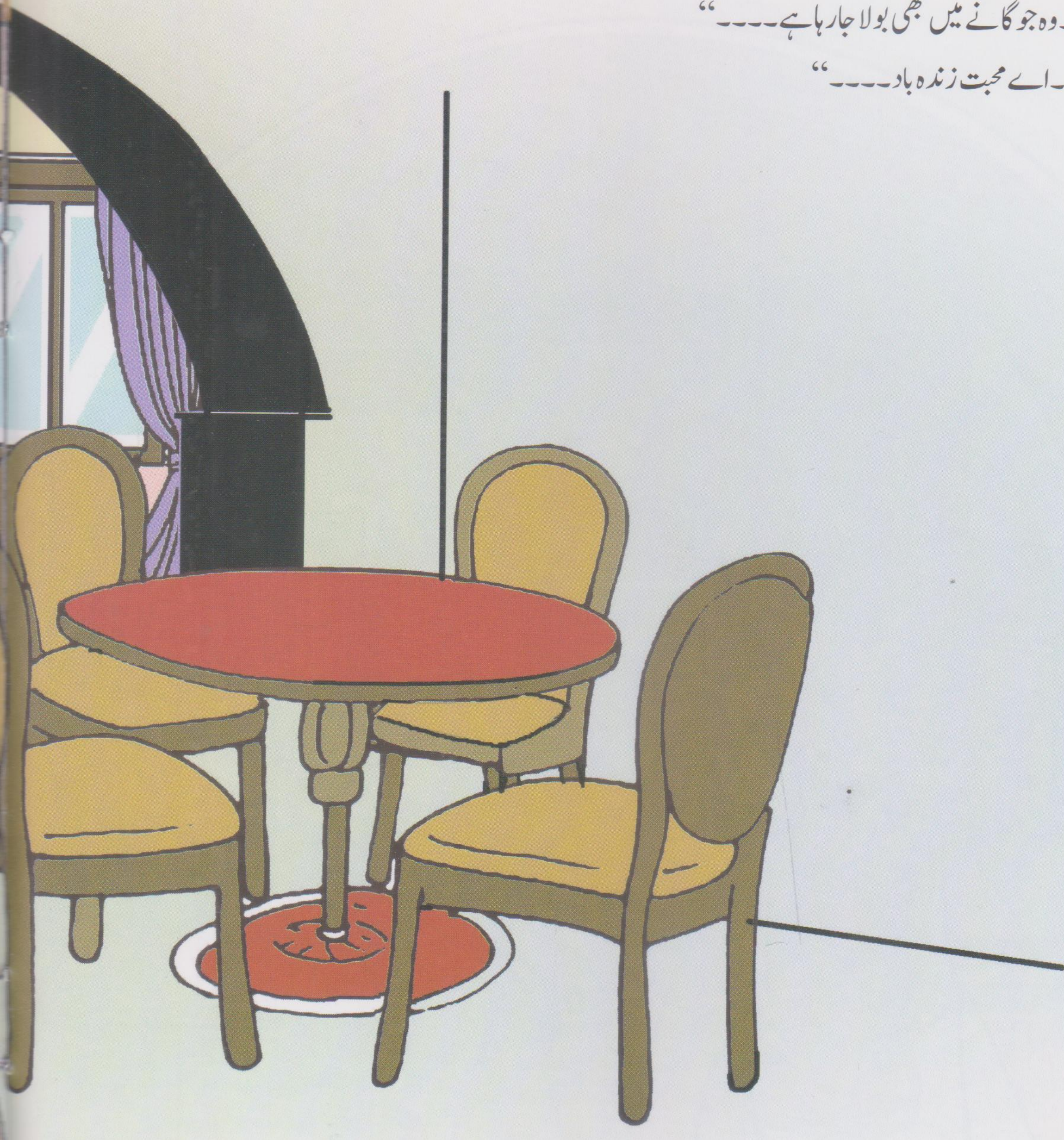
''کیا بولو بھی----''

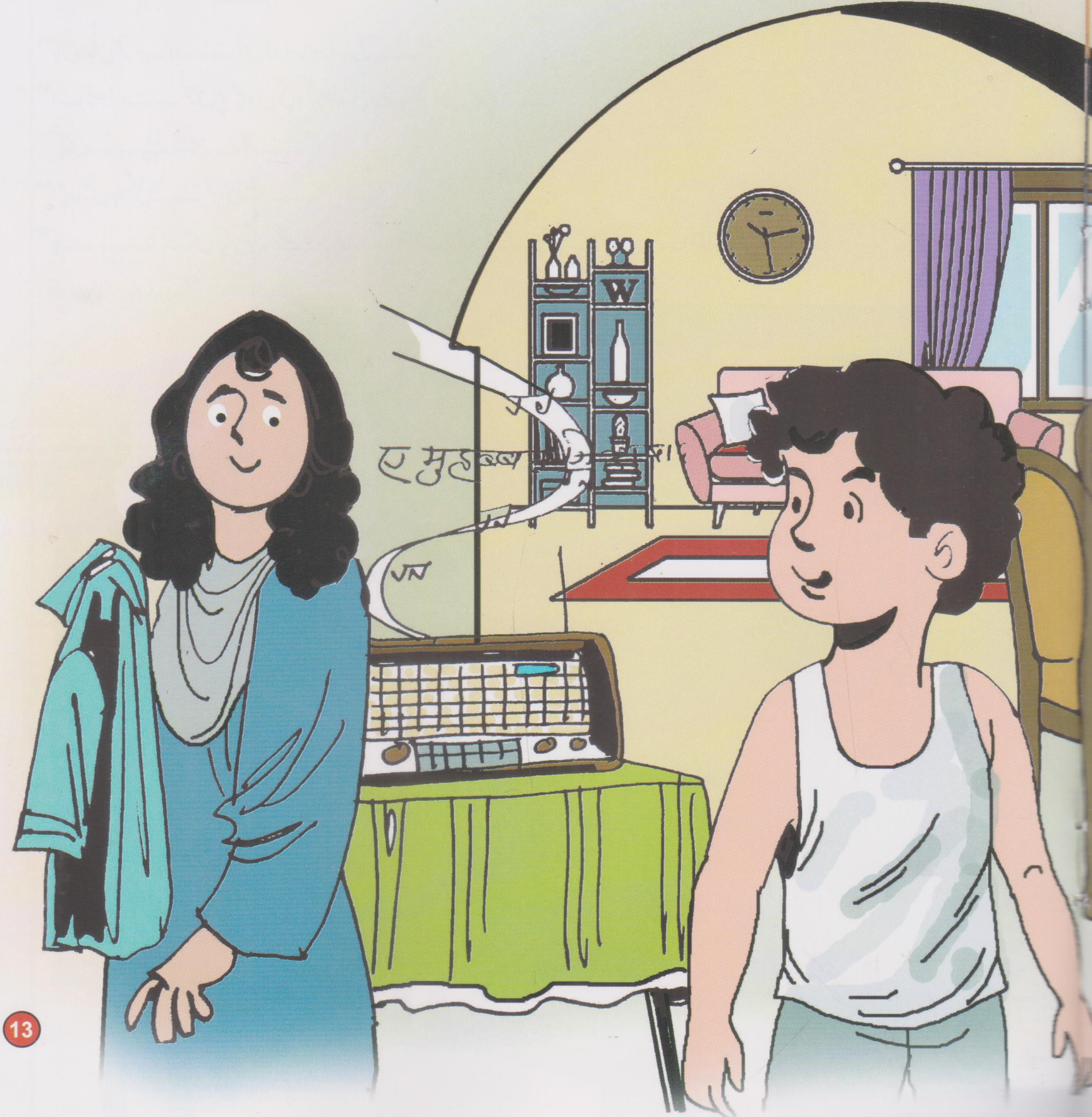




”وہی جو سن رہی ہو۔۔۔۔ وہ جو گانے میں بھی بولا جا رہا ہے۔۔۔۔“

”وہ تو آواز آ رہی ہے۔۔۔۔ اے محبت زندہ باد۔۔۔۔“





"ہاں، ہاں قریب ہو۔۔۔بس ذرا سا اور دماغ۔۔۔"

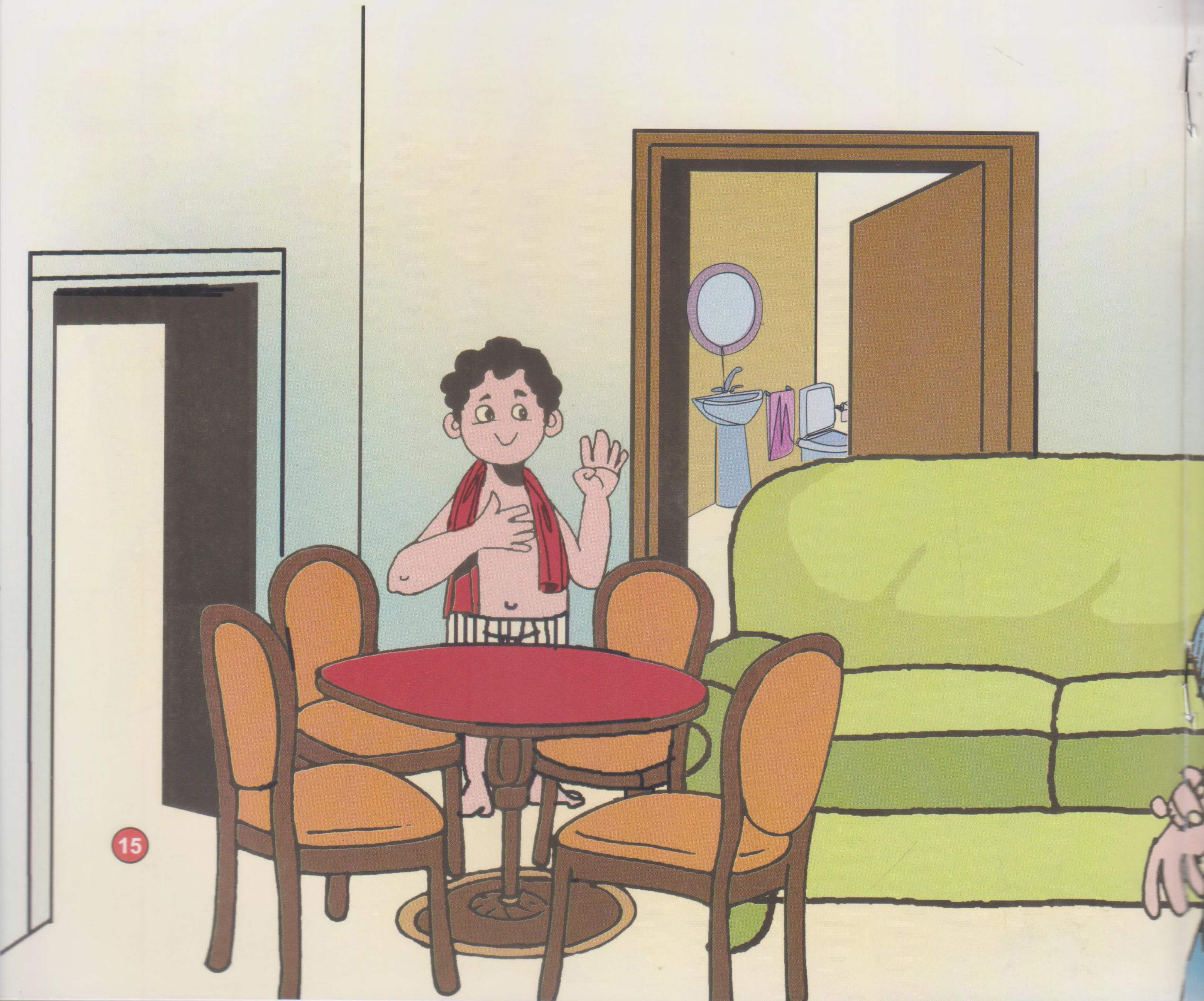
"اب چھوڑو۔۔۔ نہیں پوچھوں گی، تم جلدی سے ہاتھ منہ دھولو۔۔۔"

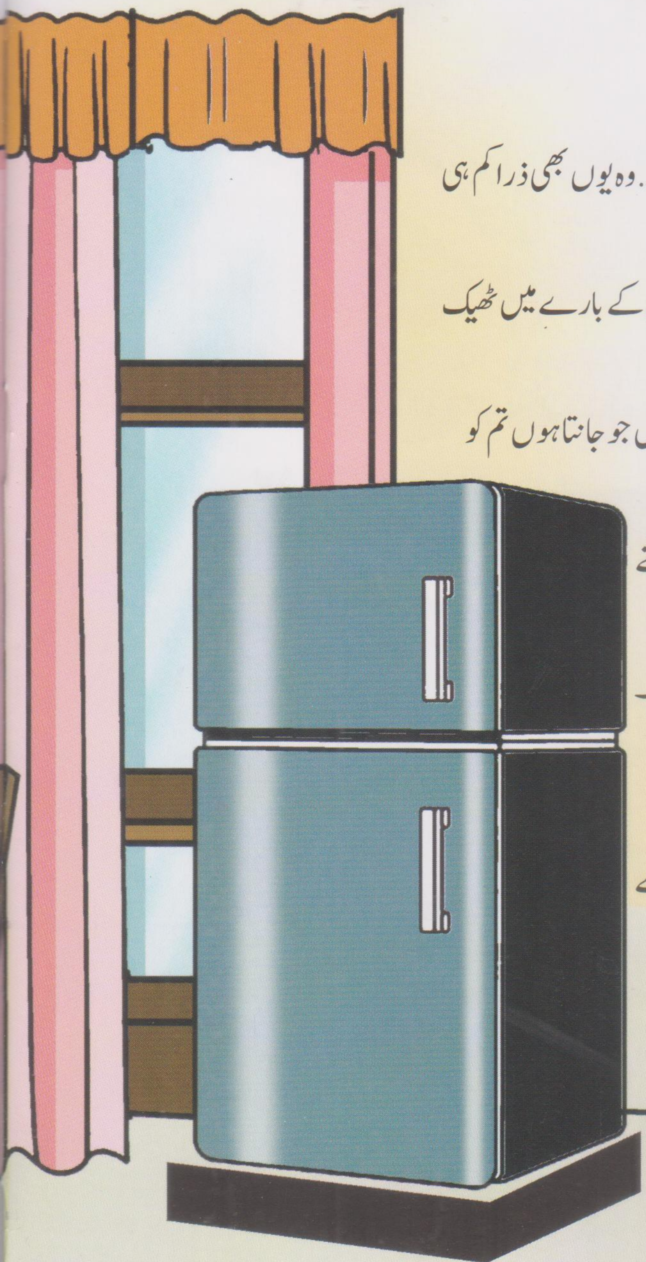
"نہیں۔۔۔پہلے بتانا پڑے گا۔۔۔"

"اچھا میں ہار گئی۔۔۔ تم ہی بتاؤ۔۔۔"

"ہا۔۔ہا۔۔ ناٹک میں چار جگہ مجھے بولنا تھا۔۔۔انقلاب زندہ باد۔۔۔انقلاب زندہ باد۔۔۔انقلاب زندہ باد۔۔۔
انقلاب زندہ باد۔۔۔"







''تھوڑی دیر بعد سمیر کو جب ناشتہ ملا تو پاپا؟ سامنے اخبار میں مصروف نظر آئے... وہ یوں بھی ذرا کم ہی بولتے ہیں... سمیر نے کچھ سوچتے ہوئے پاپا سے پوچھ لیا...''

''انقلاب زندہ باد!... بہت سنتے ہیں، بولنے سے جوش بھی آتا ہے۔ مگر کسی نے اس کے بارے میں ٹھیک سے بتایا نہیں......''

پاپا مسکرا کر بولے... اس میں بتانے والی بات کیا ہے۔ تم کیا جاننا چاہتے ہو۔ اچھا میں جو جانتا ہوں تم کو بتاتا ہوں...''

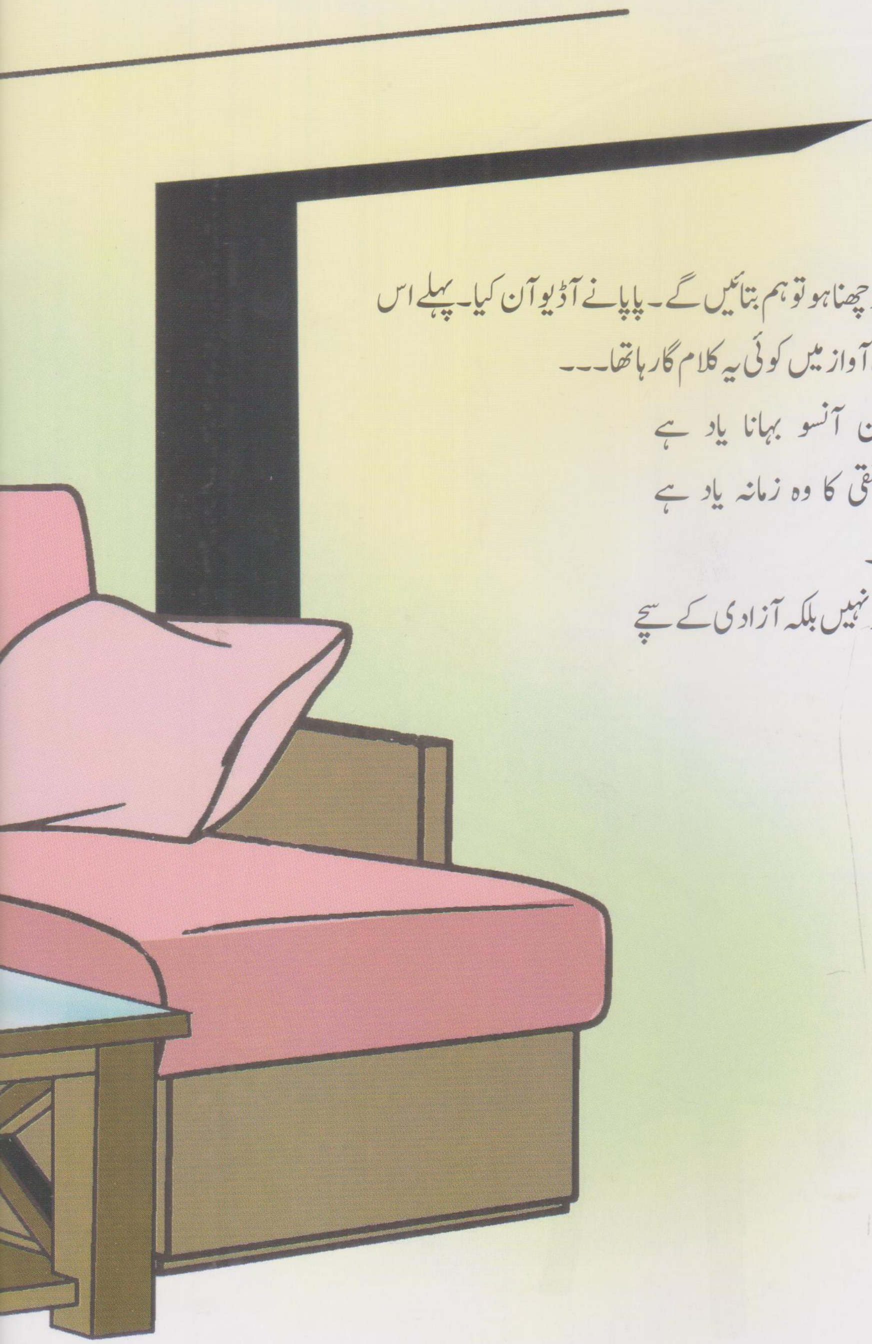
اصل میں ہمارے دیش میں جو آزادی کی لڑائی لڑی گئی۔ اس میں نہ جانے کتنے ہندوستانیوں نے حصہ لیا اور اس کی اپنی اپنی جگہ بہت اہمیت بھی رہی۔

اب رہی بات انقلاب زندہ باد کی، تو جہاں تک مجھے یاد ہے--- اچھا رُکو--- کوشش کرتا ہوں--- تمھاری وجہ سے مجھے بھی کچھ یاد آجائے گا---

وہ ذرا میرا موبائل دینا... اور ہاں ذرا اس کا ساؤنڈ بھی بڑھا دو---

پھر پاپا کچھ تلاش کرنے لگے۔ انھیں کچھ دیر بعد ایک آڈیو مل گیا اور وہ خوشی سے جھوم اٹھے۔ اور خود بولے... لو مل گیا... بہت پہلے سنا تھا بہت اچھا ہے......


CALENDAR 2025



تم ایک دم پانچ منٹ ذرا دھیان سے سننا۔ پھر کچھ پوچھنا ہو تو ہم بتائیں گے۔ پاپا نے آڈیو آن کیا۔ پہلے اس میں ہلکی ہلکی موسیقی آئی اور پھر بہت ہی خوبصورت آواز میں کوئی یہ کلام گا رہا تھا۔۔۔

چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے

موسیقی کم ہوتے ہوئے ہی گمبھیر آواز ابھرتی ہے۔

یہ جو شاعری ہم سن رہے ہیں اس کے شاعر کوئی اور نہیں بلکہ آزادی کے سچے رہنما۔۔۔ ''حسرت موہانی'' تھے۔



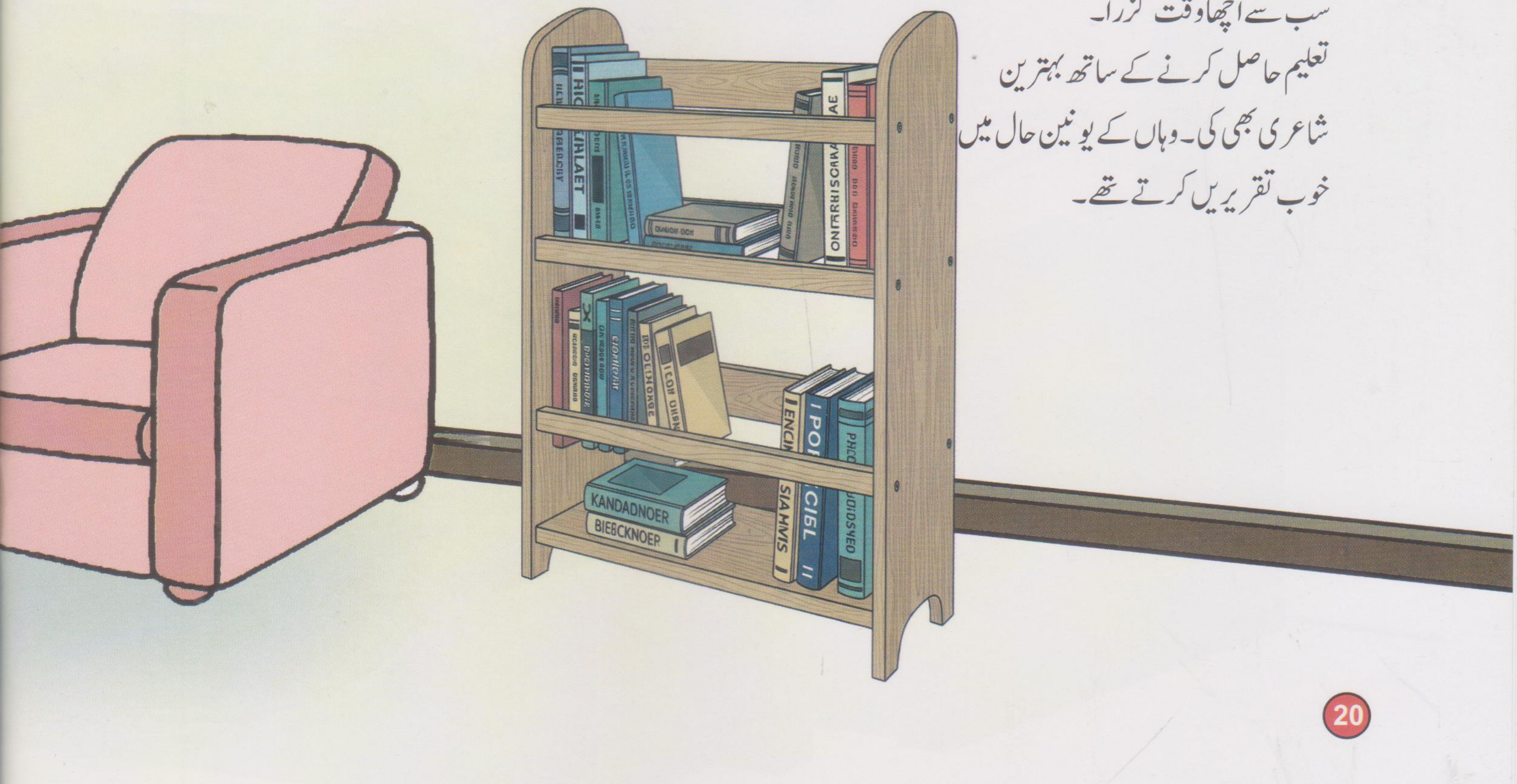
جی ہاں ان کا اصل نام سید فضل الحسن تھا اور تخلص حسرت تھا۔ وہ 14 اکتوبر 1880 کو لکھنؤ کے پاس ایک گائوں موہان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد اظہر حسن ایک جاگیر دار تھے۔ ان کا بچپن ننھیال میں گزرا۔ مڈل میں اول آئے تو وظیفہ مل گیا۔ پھر انٹرینس امتحان فتح پور میں پاس کیا اور بعد میں علی گڑھ چلے گئے۔ حسرت موہانی ہی نے ملک کو انقلاب زندہ باد کا نعرہ دیا۔ اور ''مکمل آزادی'' کی وکالت کی۔

وہ ہندوستان کی مکمل آزادی کا مطالبہ کرنے والے پہلے رہنما تھے۔ انھوں نے مہاتما گاندھی کو سودیشی تحریک کی طرف موڑا اور انگریزوں کے خلاف گوریلا جنگ کی خوب حمایت کی۔ بڑی بات یہ بھی تھی کہ حسرت موہانی نے ہی سب سے پہلے ملک کی تقسیم یا بٹوارے کی مخالفت بھی کی تھی۔

اب ذرا ان کی سادگی کے بارے میں بھی جان لیں کہ انھوں نے پارلیمنٹ اور آئین ساز اسمبلی کے ممبر ہوتے ہوئے بھی بہت ہی سادہ زندگی گزاری۔ گھر میں ہی سلا ہوا کپڑا پہنتے تھے۔ ریل کے تھرڈ کلاس ڈبے میں سفر کرتے تھے۔ علی گڑھ میں ان کا سب سے اچھا وقت گزرا۔

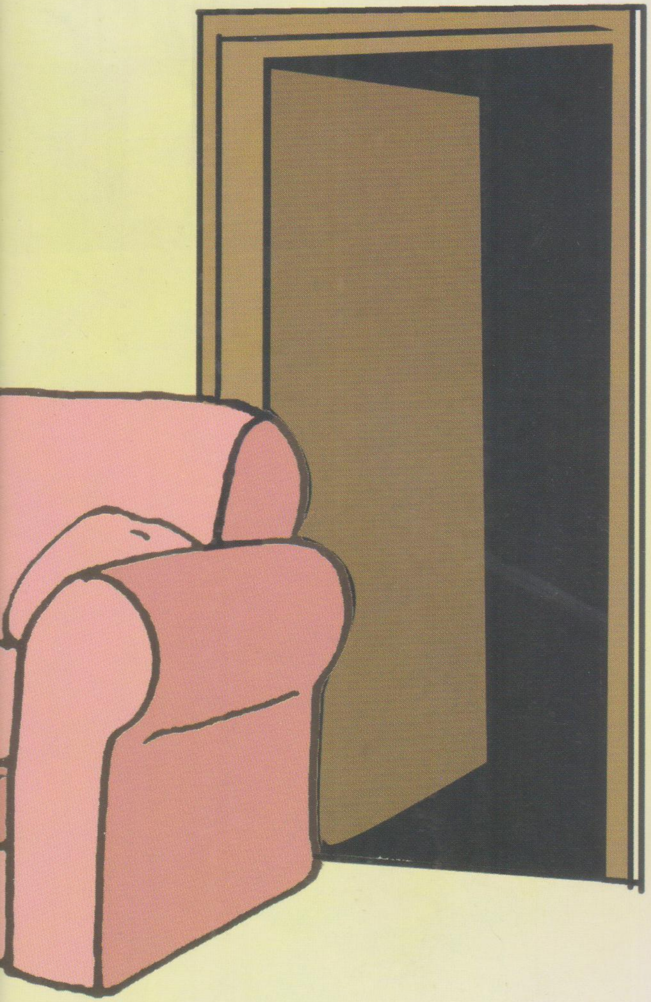
تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ بہترین شاعری بھی کی۔ وہاں کے یونین حال میں خوب تقریریں کرتے تھے۔







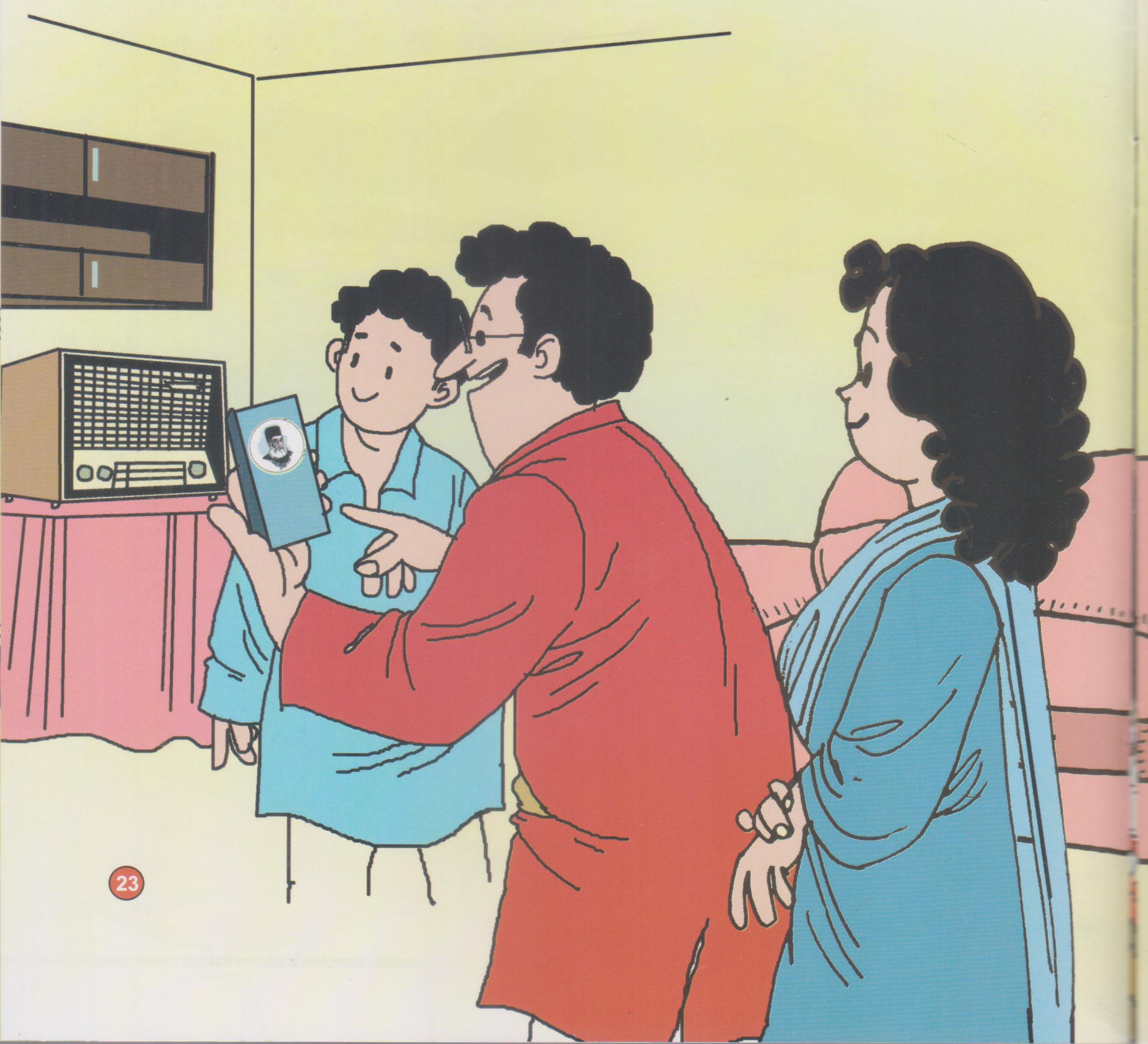
شاعری اور بہترین تقریروں سے وہ ایک طرف ہر دلعزیز ہوئے تو انگریزوں کا بڑا حلقہ ان کے انقلابی رویے سے ناراض رہنے لگا۔ پھر ان پر کارروائی بھی شروع ہوگئی۔ دھیرے دھیرے وہ آزادی کی جنگ میں کود پڑے۔
سیاسی طور پر گرم دَل سے تعلق رکھتے تھے۔
بال گنگادھر تلک سے متاثر تھے بلکہ نرم دَل سے تعلق رکھنے والے موتی لال نہرو اور گوکھلے کے مخالف تھے۔
اور جب 1907 میں کانگریس کے سورت اجلاس میں بال گنگادھر تلک کانگریس سے الگ ہوئے تو حسرت موہانی بھی ان کے ساتھ الگ ہوگئے۔



وہ انگریزوں کے خلاف جب خوب لکھنے لگے تو 1908 میں ان کے ایک مضمون کی وجہ سے 2 سال کی قید ہوگئی۔ ان کا مشہور شعر ہے:

ہے مشق سخن جاری چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

اور پھر اب تو ان پر دیش کو آزاد کروانے کا جنون اور تیز ہوگیا۔ 1921 میں کانگریس کے احمد آباد کانفرنس میں انھوں نے مکمل آزادی کا مطالبہ کر دیا۔
مگر کانگریس نے اسے وقت سے قبل بتا کر نامنظور کر دیا۔
پھر 1922 میں بھی قید کیے گئے۔ اس کے بعد زیادہ انقلابی تیور کے ساتھ کسانوں، مزدوروں کے حقوق کے لیے لڑنے لگے۔ حسرت نے اپنی زندگی کو دیش کے نام کر دیا تھا۔



حسرت موہانی دھن کے اتنے پکے تھے کہ اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے کبھی کوئی سمجھوتہ نہیں کیا اصل میں صدیوں سے دیش کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھنے کی وجہ سے اب وہ جلد سے جلد اپنے دیش ہندوستان کو آزاد دیکھنا چاہتے تھے۔ انھیں اس بات کا بخوبی اندازہ تھا کہ عوام اور انتظار کرنا نہیں چاہتی۔ حسرت موہانی چاہے کسی بھی پارٹی میں گئے، وہ اپنی آزادی کے مقصد کو سب سے اہم سمجھ کر ہی شامل ہوئے۔ بھلے کئی بار اسی وجہ سے انھیں مختلف پارٹی چھوڑنی یا بدلنی پڑی مگر ارادے کو کبھی کمزور نہیں ہونے دیا۔ ڈاکٹر مختار احمد انصاری ہوں، مہاتما گاندھی، موتی لال نہرو، جواہر لعل نہرو، سردار پٹیل یا ابوالکلام آزاد سبھی آزادی کے حامی تھے۔




بہت سے موقعوں پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ انگریزوں کو بھارت چھوڑنے کے لیے زیادہ وقت دیے جانے کو تیار ہیں، مگر حسرت موہانی اس معاملے میں سمجھوتہ کرنے پر راضی نہیں تھے۔ انھیں اس بات کا علم تھا کہ اب انگریزوں کو اور وقت دیا گیا تو ممکن ہے وہ اپنی طاقت اور بڑھا لیں اور پھر ایک وقت ایسا بھی آئے کہ ہمیں پہلے سے زیادہ انتظار کرنے کی مجبوری ہو جائے۔

حسرت موہانی کی سوچ غلط نہیں تھی دیکھا گیا کہ انگریزوں کو جب جب موقع ملا ہندوستانیوں پر مظالم اور تیز ہوئے۔ حسرت نے کئی بار انقلاب کی آواز کو تیز کیا چاہے انھیں جیل ہی کیوں نہ بھیجا گیا ہو۔ ان کی تحریروں پر پابندی بھی کیوں نہ عائد کی جاتی رہی ہو۔



ان کا خواب تھا کہ وہ زمانہ آئے جب آزادی کے ساتھ سوراج ملے اور ملک میں کوئی غریب نہ رہے۔ کوئی مجبور نہ رہے۔ ہم کسی کے سامنے کبھی ہاتھ نہ پھیلائیں اور وہ یہ سب جلدی چاہتے تھے اس لیے کبھی کوئی سمجھوتہ نہیں کیا۔ وہ ہر مذہب اور سماج کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ انسان اور انسان کے رشتے کے بیچ برابری کے قائل تھے۔ چونکہ بہترین شاعر تھے۔ اس لیے اور بھی مشہور ہوئے۔ ان کی شاعری میں محبت کا پیغام زیادہ نظر آتا ہے۔ وہ مانتے تھے کہ یہ دنیا محبت کے بغیر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی اور دنیا کے ہر مذہب میں پریم کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی۔ چونکہ ان کا دل بھی پیار سے بھرا تھا اس لیے سچائی کے ساتھ اپنی باتیں رکھتے تھے:

شعر دراصل ہیں وہی حسرت
سنتے ہی دل میں جو اتر جائیں

اور یہ شاعرانہ انداز بھی تھا حسرت کا:

نہیں آتی جو ان کی یاد تو برسوں نہیں آتی
مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں

حسرت موہانی ہندوستان کی آزادی کے ایسے مجاہد ہوئے جو ایک طرف آزادی کی جنگ میں پورے جوش و خروش سے لگے تو دوسری طرف اتنی ہی بہترین شاعری بھی کی۔ اور یہ دونوں حیثیتوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ ان پر ڈاک ٹکٹ بھی جاری ہوا۔ بہت ساری کتابیں بھی لکھی گئیں۔ اب بھی ان کی تعظیم و تکریم کا سلسلہ قائم ہے۔





13 مئی 1951 کو لکھنؤ اتر پردیش بھارت میں ان کی 76 سال 7 ماہ اور 9 دن میں موت ہوئی۔
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آزادی کی لڑائی اور آزادی کو انقلاب کا نعرہ دینے والے اس جانباز مجاہد کو آج بھی ہندوستان کی مٹی یاد کرتے ہوئے نم ہو جاتی ہے:

شبِ غم کس آرام سے سو گئے ہم
فسانہ تری یاد کا کہتے کہتے



'انقلاب کی آواز: حسرت موہانی' میں حسرت موہانی کی شخصیت اور ان کی زندگی سے متعلق چند واقعات پیش کیے گئے ہیں۔ وہ ایک معروف شاعر اور مجاہد آزادی تھے جنھوں نے سب سے پہلے ہندوستان کی مکمل آزادی کا مطالبہ کیا اور 'انقلاب زندہ باد' کا نعرہ بھی دیا۔ وہ سماجی مساوات کے قائل تھے اور انھوں نے جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مرد مجاہد ہونے کے ساتھ وہ ایک بڑے شاعر بھی تھے جن کی شاعری نے قوم وملت کو بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔



قاسم خورشید

قاسم خورشید اردو کے ممتاز فکشن نگار، نقاد، شاعر اور ماہر تعلیم ہیں۔ ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ بہار سرکار میں صدر شعبہ لسانیات اور کلاس ون آفیسر کی حیثیت سے خدمات انجام دے چکے ہیں۔ ان کی متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کے مضامین مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ متعدد اداروں اور اکادمیوں نے انھیں اعزازات وانعامات سے بھی نوازا ہے۔

ISBN 978-93-49533-00-4
9 789349 533004
NCPUL | DELHI | INDIA

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت تعلیم، حکومت ہند، نئی دہلی
فروغ اردو بھون ایف سی، 33/9
انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولا، نئی دہلی-110025

قیمت -/35 روپے